حضرت آسی کا آئینۂ معرفت

یٰسٓ اختر مصباحی
دارالقلم، دہلی

کہاں گلشن کہاں روئے محمد　　کہاں سُنبل کہاں موئے محمد
ہے عالَم آہن و آہن رُ. کا　　کھنچا جا" ہے دل سوئے محمد
نہ چھانی مُشتِ خاک اپنی کسی نے　　ہے دل ہی میں رہِ کوئے محمد
ہے کیا رحم و کرم بندوں پہ اپنے　　· ا سے ملتی ہے خوئے محمد
دلِ صد چاک میں مانندِ شانہ　　رچی ہے بوئے گیسوئے محمد
دَمِ جاں بخش اعجازِ مسیحا　　نسیمِ گلشنِ کوئے محمد

حیاتِ جاوداں پ" ہے آسی
قتیلِ تیغِ ا. وئے محمد

عالمِ شریعت، واقفِ طر　　،غوّاصِ بحرِ معرفت، شاعرِ حقیقت، صوفیِ صادق و کامل حضرت مولا· شاہ عبدالعلیم، رشیدی، آسی، غازی پوری

(ولادت: ۱۹؍شعبان المعظم ۱۲۵۰ھ۔ وصال: ۲؍جمادیٰ الاولیٰ ۱۳۳۵ھ/۲؍فروری ۱۹۱۷ء)

اُن پ ک. زہستیوں میں ہیں جوفخرِ خا· ان ہی نہیں بلکہ· زشِ قوم ومِلّت ہوا کرتی ہیں۔ جن کے سوزِ دروں، ·لۂ شمی اور آ وَں کے چمکتے ہوئے قطرات کی یہ قدر و قیمت ہوا کرتی ہے کہ:

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے ے تھے جو مرے عرقِ اِنفعال کے
(اقبال)

https://alislami.net

حضرت آسی کا مَسْقَطِ رأس اور وطنِ مالوف، سکندر پور (موجودہ ضلع بلیا۔ا ۔ پ دیش، ا ٹ ۔) ہے۔اسی لئے آپ کو آسی، سکندر پوری بھی کہا اور لکھا جا ۔ ہے۔ بعد میں ۔ ۔ آپ، غازی پور (ا ۔ پ دیش، ا ٹ ۔) میں رہائش پ ۔ ہور ہوئے، جہاں، محلّہ نورالدین میں آپ کا مدفن ومزارِ پ ک ہے، اس کی نسبت سے آپ کو، آسی غازی پوری کہا اور لکھا جانے لگا۔

حضرت مولا ٔ سید شاہد علی، سبز پوش، فانی، گورکھ پوری (وصال ۱۳۷۱ھ) خلیفہ و جانشینِ حضرت آسی، غازی پوری، آپ کے وطن مالوف، سکندر پور سے متعلق

ا ۔ شعر کا ذکر، اس طرح فرماتے ہیں:

''صحرائے ختن کی مشک بوئی کی تعریف تمام شُعَرا نے کی ہے۔

صحرا کی مشک بوئی، محض خیالی ہے۔اس لئے ۔ ۔ ۔ ، مشک، غزال کے ٔ ۔ فے میں رہتا ہے، خوشبو، ۔ ہر نہیں پھیلتی۔

حضرت (آسی) نے صحرائے سکندر پور کی تعریف، جس خوبی سے کی ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔

سکند پور کے اَطراف میں گلاب، جوہی، چنبیلی اور بیلے کی کا ٔ ۔ ہوتی ہے

اور در ۔ ئے گھا ٔ ابھی قر ۔ ۔ ہے۔حضرت کا شعر، حظہ ہو:

پ ۔ توِ عارض ہے در ۔ نور کا
زلف صحرا ہے سکندر پور کا

(**حضرت آسی! احوال وکوائف۔** مشمولہ: **عین المعارف** (دیوانِ آسی)

مطبوعہ: شاہ عبدالعلیم آسی فاؤ ٹ ، نئی دہلی۔ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ/جنوری ۲۰۱۷ء)

حضرت آسی، غازی پوری کی ابتدائی تعلیم و ۔ ۔ ۔ ، حضرت مولا ٔ شاہ غلام معین الدین رشیدی، سجادہ نشیں، خا ۔ ہِ رشیدیہ، جون پور کی آغوشِ شفقت میں ہوئی اور بیعت و اِرادت کا شرف بھی انھیں سے حاصل ہے۔ حضرت مولا ٔ غلام معین الدین، رشیدی

حضرت آسی کے والد ما ۔ ، شیخ قنبر حسین، رشیدی کے پیر بھائی تھے۔

یہ رشیدی سلسلہ، منسوب ہے، حضرت دیوان جی، محمد رشید، عثمانی، جون پوری

(وصال ۹/رمضان ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء) کی طرف، جو، امام المحدّ ثین، شیخ عبدالحق، محدّ ث

https://alislami.net

دہلوی (وصال ربیع الاول ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء) کے معاصر جلیل القدر عالمِ دین ومرشدِ کامل تھے۔

ابوالحسنات، مولانا محمد عبدالحئی، فرنگی محلی لکھنوی (متوفی ربیع الاول ۱۳۰۴ھ/دسمبر ۱۸۸۶ء) کے والدِ امی، حضرت علاّمہ عبدالحلیم، فرنگی محلی (متوفی شعبان ۱۲۸۵ھ/ دسمبر ۱۸۶۸ء) سے حضرت آسی نے مدرسہ حنفیہ، جون پور میں کتبِ منقول ومعقول کی تکمیل فرمائی۔

آگے کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت فانی، گورکھ پوری تحریر فرماتے ہیں:

''. . مدرسہ حنفیہ، جون پور سے مولوی عبدالحلیم صا . لکھنؤ چلے گئے اور ان کی جگہ پ حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صا . (فرنگی محلی) تشریف لائے

تو حضرت (آسی) ہدایہ پڑھنے کے لئے مفتی صا . کے پاس تشریف لے گئے۔

مفتی صا . نے فرمایا کہ:

فقیر کا معمول ''شمسِ . زغہ'' کے بعد، ہدایہ پڑھانے کا ہے۔

حضرت (آسی) نے فرمایا کہ میں ''شمسِ . زغہ'' پڑھ چکا ہوں۔

مفتی صا . رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نے مثل عامی شاَ دوں کے پڑھا چاہا۔

حضرت نے فرمایا کہ میں تین سطروں کا مطالعہ کر کے آیا ہوں۔ میں نے جو . تیں ان تین سطروں میں پیدا کی ہیں ان کو سن لیجیے۔ حضرت نے تین گھنٹے ان تین سطروں پ تقریر کی۔

مفتی صا . دم بخود رہے۔ . حضرت، تقریر کر چکے تو مفتی صا . نے فرمایا کہ:

میں آپ کی ذہا . کی تعریف، مولوی عبدالحلیم صا . سے سن چکا ہوں۔

. . مجھے ایسے شاَ دکی تلاش تھی تو کوئی نہیں ۔اب ضعیف ہو چکا ہوں۔

آپ کے پڑھانے کے لائق نہیں رہا۔ اور آپ کو اس کی حا . بھی نہیں۔

خود کتاب دیکھ جایئے اور دوسروں کو پڑھایئے۔ اَ کہیں کوئی شبہ، واقع ہو، تو پوچھ لیجیے گا۔

حضرت (آسی) کی قوتِ حافظہ کا یہ عالَم تھا کہ:

جو کتاب ایک مرتبہ پڑھ جاتے، حفظ ہو جاتی۔ (حوالۂ مذکورہ)

حضرت آسی، غازی پوری کے . ادرِعم زاد، حضرت مولانا وکیل احمد، سکندر پوری ثُمَّ حیدرآ . دی (وصال ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) اکا . عُلمائے اہلِ سنّت میں تھے۔

https://alislami.net

محقق ومصنف تھے،اکا. علمائے اہلِ سنّت ، بالخصوص ،امامِ اہلِ سنّت ،حضرت مولا· الشّاہ محمد احمد رضا،حنفی،قادری،. کاتی،. ی(وصال۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) سے آپ کے خصوصی تعلقات تھے۔

حضرت مولا· وکیل احمد اور حضرت آسی، یہ دونوں بھائی حضرت مولا· عبدالحلیم،فرنگی محلی ،لکھنوی کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔

حضرت مولا· وکیل احمد کی کتب ورسائل کی تعداد،ا یسو(۱۰۰) سے متجاوز ہے۔

آپ کے تعارف وتذکرہ میں حکیم عبدالحئی،رائے. ی(متوفی۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) لکھتے ہیں:

كَانَ مُفرطَ الذَّكاء، سَرِيعَ الْإِدْرَاكِ، قَوِيَّ الْحَافِظَة، شديدَ الرَّغبةِ إلىٰ الْمباحثةِ كثيرَ النَّكيرِ عَلىٰ اَهْلِ الْحديثِ وَعَلىٰ الْفِئَةِ الصَّالِحةِ مِنْ اَصْحَابِ سيدِنا الْإِمامِ الشَّهيدِ السيد احمد بن عرفان الحسنى، صاحبَ التَّصانيف۔ إلىٰ آخِرِهٖ۔

(ص۱۴۰۰۔نُزهَةُ الْخَوَاطِر۔ جلدِ ثامن۔ دارُ ابنِ حَزم۔ بيروت)

اورفنِ شاعری میں حضرت شاہ غلام اعظم،افضل،الہٰ آ. دی سجادہ نشین،دا·ۂ شاہ اجمل،الہٰ آ. دکی شا· دی،اختیاری کی۔

دا·ۂ شاہ اجمل،الہٰ آ. دکے ا یرکن،مولا· سید محمد افضل اجملی جو آج سے تقریباً چالیس سال پہلے، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں ز یتعلیم تھے اور بعد میں دا·ۂ شاہ اجمل کے سجادہ نشین بھی ہوئے،انھوں نے اپنے زمانۂ طا .علمی میں مجھ سے حضرت افضل،الہٰ آ. دی کا ا واقعہ بیان کیا کہ:

حضرت افضل،الہٰ آ. دی،ا .ر،جون پورتشریف لے گئے اورار. بِ ذوق کی طرف سے ا محفلِ مشاعرہ کا اِہتمام ہوا۔بعض حضرات اِس مشاعرہ کے ذریعہ حضرت افضل کے کمالِ شاعری کا امتحان. چاہتے تھے،جس کی اطلاع کسی طرح آپ کو بھی ہوگئی۔

اسی وقت آپ نے ا غزل کہی جس کا ا شعر یہ ہے۔

احباب مستعد ہیں مرے امتحان پر
پہنچے گی اِس غزل کی زمیں آسمان پر

حضرت آسی، غازی پوری کا نعتیہ و عارفانہ کلام پڑھنے ·· اور آپ کی مقدس شخصیت کے مطالعہ کی صحیح معنوں میں اب ۔ مجھے خاطر خواہ توفیق نہیں مل سکی ہے۔

، زمانۂ طلب علمی ہی سے مجھے آپ کے کلام سے کچھ نہ کچھ آشنائی و شناسائی اور رغبت ضرور رہی ہے۔ جس کا نقش اور تصور وتأثر ،لوحِ دل پہ اِس طرح ،مرتسم ہے کہ:

اردو زبان و ادب میں حضرت آسی، غازی پوری کی عارفانہ شاعری، اپنی مثال آپ ہے۔

و · ظر و منظور ،نہ . . ا ہوئے
کیا روزِ قیامت میں · امت کے سوا

○○○

خبر جو محشر میں بھیڑ کی ہے، وہ حسرتوں کا ہجوم ہوگا
وہ داغ ہوگا کسی کے دل کا جو چمکے گا آفتاب ہوکر

○○○

ب دیدار جو لائے مجھے وہ دل دینا
منہ قیامت میں دکھا · کے قابل دینا

○○○

وہ کاش اتنا قیامت میں تو پوچھیں
کہاں ہے آسیِ بے دل ہمارا

○○○

آج وہ ہیں مجمعِ احباب ہے
ا مہجور، آسیِ بے ب ہے

○○○

حشر میں منہ پھیر کر کہنا کسی کا ہائے ہائے
آسیِ گستاخ کا ہر جُرم، · بخشیدہ ہے

○○○

اور کیا چاہتی ہے آرزوئے دل ان سے
کچھ نہیں حُسن کی سرکار میں حسرت کے سوا

○○○

استاذِ امی، بحرالعلوم، حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی (متوفی ۲۰۱۲ء) عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان کی تقریروں کے دَوران، خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت آسی کی یہ نعتِ مبارک اکثر ·· کا اتفاق ہوا ہے، جسے آپ اپنے مخصوص ا· از میں پڑھا کرتے تھے:

نہ میرے دل نہ جگر پ نہ دیۂ ت پ
کرم کرے وہ نِ قدم تو پتھر پ
تمھارے حسن کی تصو۔ کوئی کیا کھینچے
ٹھہرتی نہیں عارضِ منوَّر پ
کسی نے لی رہِ کعبہ کوئی ۔ سوئے دَ۔
پڑے رہے ت۔ے بندے ت۔ے در پ
ہ گار ہوں میں، واعظو! تمھیں کیا فکر؟
مرا معاملہ چھوڑو شفیعِ محشر پ
پلادے آج کہ مرتے ہیں ز اے ساقی
ضرور کیا کہ یہ جلسہ ہو حوضِ کوث پ
صلا ۔ت بھی تو پیدا کر اے دلِ مضطر
پڑا ہے نقشِ کفِ پ ئے ۔ر پتھر پ
اخیر وقت ہے آسی چلو مدینے کو
ر ہو کے مَرو ت بتِ پیمبر پ

ڑے ہی استغراق ومحو۔ت کے عالَم میں ر القلم، حضرت علاَّمہ ارشد القادری (متوفی ۲۰۰۲ء) عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان، حضرت آسی کا یہ کلام، کبھی کبھی پڑھا کرتے تھے:

رات ہے رات تو بس مردِ خوش اوقات کی رات

یہ شوق کی ۔ ذوقِ مناجات کی رات
ہم گدایانِ درِ پیرِ ۔ابت کی رات
ہے شبِ قدر سے دعوائے مساوات کی رات
یہ غم ہے کہ ساون کی جھڑی ۔ دمِ صبح
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے ۔ سات کی رات
رات دن ہوتی ہے اللہ رے تیری قدرت
عید کا روز ہے ۔روں کی قات کی رات
شبِ دیجور ہے ۔ ظلمتِ ایمِ فراق
کیا لکھی تھی مری تقدیر میں دن رات کی رات
پھر نہ سجدہ سے اُٹھے کر کے شبِ وصل کی قدر
کہ شبِ قدر تھی طاعات و عبادات کی رات
صبح ہوتی ہے کوئی دَم میں وہ آئے بھی تو کیا
نہ کسی کام کی رات اب نہ کسی ۔ت کی رات
پھر وہی طرفِ چمن ہو، وہی صحبت، وہی دَور
پھر وہی ہم ہوں، وہی تم، وہی ۔ سات کی رات
اب تو پھولے نہ سما گے کفن میں آسی
ہے شبِ گور بھی اُس گل کی قات کی رات

حضرت علاّ مہ ارشد القادری کے والد، شاہ عبداللطیف، رشیدی، بلیاوی بھی اسی سلسلۂ رشیدیہ سے وابستہ تھے، اسی لئے انھوں نے اپنے ۔ڑے لڑکے کا ۔م ''**غلام آسی**'' اور آپ کا ۔م ''**غلام رشید**'' رکھا۔ یہی **غلام رشید** آگے چل کر ''**ارشد القادری**'' کے ۔م سے شہرۂ آفاق عالمِ دین ہوئے۔

نسبتِ رشیدی سے اپنے والد کی شیفتگی کا ذکر کرتے ہوئے کئی ۔ رعلاّ مہ ارشد القادری نے مجھ سے فرمایا کہ والد صا ۔ اِس در کے ایسے وفادار عاشقِ زار تھے کہ:

انھیں صرف سلسلۂ رشیدیہ نہیں بلکہ شہر جون پور سے بھی اتنی عقیدت ومحبت پیدا ہوگئی تھی کہ
. . ان پ ا ی خاص کیفیت، طاری ہونے لگتی تو وہ دھنبا در ے اسٹیشن (دھنباد، بہار میں
علاّ مہ کے والد رہا کرتے تھے۔ آ ئی وطن، ضلع بلیا، یو پی تھا۔ اسی موجودہ ضلع بلیا کے قصبہ سکندر پور
میں حضرت آسی کی ولادت ہوئی تھی) کی طرف نکل جا ی کرتے اور ن ٹ ں وہاں کھڑے رہتے کہ:
جون پور کی طرف سے دھنبا د کی طرف آنے والی ٹ ین کو دیکھ کر سکونِ قلب، حاصل کریں۔
اپنے مرکزِ عقیدت، شہر جون پور کی طرف سے . کوئی ٹ ین آتی
تو آپ کا وفورِ شوق وفرطِ عقیدت، د ی نی ہو تھا۔ ٹکٹکی لگا کر اس ٹ ین کو دیکھتے اور اُس وقت
ت اسے دیکھتے رہتے، . . ت وہ اس اسٹیشن سے نکل کر آگے کی طرف ٹ ھتے ہوئے
وں سے پورے طور پ اوجھل نہیں ہو جاتی تھی۔
گو ی، جلوۂ محبوب اور تصورِ شیخ میں آپ، سر تا پ غرق تھے۔
حضرت آسی، غازی پوری، علم وفضل کے لحاظ سے مقامِ بلند پہ فائ تھے۔ دین وشریعت کے
حقائق ومعارف اور اَسرار ورُموز کے آپ شناور وادا شناس تھے
محاسنِ اخلاق وکردار سے آراستہ ا ی پُرکشش شخصیت کے مالک تھے۔ آپ، صاحبِ علم
بھی تھے اور صاحبِ ذکر بھی، صاحبِ عقل بھی تھے اور صاحبِ دل بھی، صاحبِ قال بھی تھے
اور صاحبِ حال بھی۔
حقیقت یہ ہے کہ آپ، شریعت وطر کے جامع عالم وفاضل
اور عارف ودردمند صوفی تھے۔ آپ کی شاعری، حقیقی وارداتِ قلب کی ت جمان ہوا کرتی تھی۔
کلامِ آسی کا ا ی سرسری مطالعہ ہمیں اس حقیقت کا پتہ دیتا ہے کہ:
حضرت آسی صاحبِ معرفت شاعر تھے۔ آپ کے کلام میں سوز وت پ اور والہانہ پن ہے۔
رنگِ تصوف آپ کی شاعری میں حاوی وغا . ہے۔
آپ کے اشعار، وارفتگیِ قلب کے عکّاس وآئینہ دار ہیں۔ جس کا احساس وادراک
خود آپ کو بھی تھا، جبھی تو ارشاد فرماتے ہیں ؎

شعر گوئی نہ سمجھنا کہ مرا کام ہے یہ
قالبِ شعر میں آسی، فقط اِلہام ہے یہ

آسیِ مست کا کلام سنو
وعظ کیا پند کیا نصیحت کیا

آپ اِس جہانِ رنگ و بو اور جلوہ گاہِ ہستی میں جو کچھ دیکھتے ہیں اور جہاں نگاہ اٹھاتے ہیں اُدھر آپ کو معرفتِ کردگار کا دفترِ بے پیاں اور کثرت میں آپ کو وحدت کی تجلیات، آتیں۔ اسی لئے آپ اس جلوۂ رنگا رنگ کی عکاسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وحدت جسے کہتے ہیں وہ کثرت ہے کثرت جسے کہتے ہیں وہی وحدت ہے
واصل ہے نہ موصول نہ گنجائشِ وصل محفل ہے نہ خلوت ہے عجب صحبت ہے

○○○

فراق و وصل کے جھگڑے میں ڈالا مجھ کو ظالم نے
غبارِ ہستیِ وہمی جو مٹ جائے تو اچھا ہو

وہ کیا ہے تا جس میں جلوا نہیں ہے
نہ دیکھے تجھے کوئی اندھا نہیں ہے

عینِ معنی ہے وہ دل عاشقِ معنی جو ہوا
ہائے وہ لوگ جو دل دادۂ صورت بھی نہیں

محبوبِ پروردگار، وجہِ وجودِ عالَم و آدم، جناب محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ مصطفائی و رعنائی و برنائی کی لطافت و طہارت کا عکسِ جمیل بھی آپ کو اس خاکدانِ گیتی کے ذرّ اس طرح آتا ہے کہ سرشارِ دہِ حبِّ نبی ہو کر اسلامیانِ عالَم کو آپ یہ دعوتِ عام دیتے ہیں کہ:

جو شے تیری نگاہ سے گذرے درود پڑھ
ہر جُز و کُل ہے مظہرِ انوارِ مصطفیٰ

اور پھر، اس فیضانِ درد و لذتِ ذکر کا مآل بھی آپ اس طرح بتا دیتے ہیں کہ

تربتِ لحد سے دہلتے تھے عمر بھر
ہر گوشۂ لحد میں ہے انوارِ مصطفیٰ

حضرت آسی، غازی پوری کا ایک مشہور شعر ہے:

وہی جو مُستوی عرش ہے اللہ ہو کر
اُتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہوکر

بعض لوگوں نے اسے اپنی لاعلمی و نادانی سے ''**مُستوی عرش تھا**'' پڑھا اور پھر شرک وکفر کا فتویٰ اسے پہنچا دیا۔ ایسا نازک مسئلہ ہے جس کی صحیح کیفیت کا اللہ ہی علیم وخبیر ہے۔ یہاں حضرت آسی نے اس شعر میں ''تھا'' نہیں، بلکہ ''ہے'' فرمایا ہے۔

جس سے سارا اِعتراض، خود بخود، دور و کافور ہوجاتا ہے۔ خانوادۂ رشیدیہ جون پور کے نویں سجادہ نشین، حضرت مولانا سید شاہد علی، سبز پوش، فانی، گورکھ پوری (وصال ۱۳۷۱ھ) تلمیذ وخلیفہ وجانشینِ حضرت آسی، غازی پوری، اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

''حضرت (آسی) کا ایک مطلع ہے جس پر کم علم مولویوں نے کفر اور شرک کا فتویٰ دینے سے دریغ نہیں کیا۔ حضرت نے یہ غزل کہی تھی، میں نے مت میں حاضر تھا۔ مطلع ہے:

وہی جو مُستوی عرش ہے اللہ ہو کر
اُتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہوکر

یہ مطلع فرمایا، تو میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ:

میاں شاہد! جُہلا، اِس شعر پر اعتراض کریں گے، ان کے اعتراض کا جواب مصرعِ اول میں موجود ہے۔ **یعنی وہ اب بھی مُستوی علی العَرش ہے۔**''

افسوس کہ اَن معترضین، حضرت شیخ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ''**فُصُوص الحِکَم**'' وغیرہ دیکھے ہوتے تو اِس گستاخی کی جرأت نہ ہوتی۔ اَن مصرعۂ اولیٰ میں ''وہی جو مستوی عرش تھا اللہ ہوکر'' ہوتا تو البتہ، ان کا اعتراض، اللہ کے مجسّم ہونے کا صحیح ہوتا۔ **وہ تو اب بھی مستوی علی العَرش ہے۔**

مدینے میں اُترنے کا اعتبار نزولِ صفات کے ہے۔

جیسے آفتاب، آئینہ میں اُترتا ہے۔

(ص۱۰۴۔ **حضرت آسی: احوال و کوائف**۔ بقلم حضرت فانی، گورکھ پوری۔ مشمولہ: **عین المعارف** (دیوانِ آسی) مطبوعہ: شاہ عبدالعلیم، آسی فاؤنڈیشن، نئی دہلی۔ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ/جنوری ۲۰۱۷ء)

ربودگی و سپردگی، ب وکشش اور عالَمِ و میں حضرت آسی، غازی پوری نے یوں بھی عرض کیا ہے کہ:

خاکِ پ آنکھوں میں عاشق ہیں لگانے والے
دل میں آجا ارے او عرش کے جانے والے
تیری الفت میں سناتے ہیں سنانے والے
جان سے جائے گا او دل کے لگانے والے
کوئے قاتل سے کہیں، پھرتے ہیں جانے والے
وہی جاتے ہیں جو ہیں سر کے کٹانے والے
اِس طرف آ ارے او ز سے جانے والے
ہم ہیں قدموں کے تلے آنکھیں بچھانے والے
صورتِ نقشِ قدم بیٹھے ہیں کوچے میں ے
دیکھیں کس طرح اٹھاتے ہیں اٹھانے والے
دردِ دل میں سببِ رحمتِ حق ہوتا ہے
تیرے قربان ہم او دل کے ستانے والے
ابھی تعلیم نہ دے کِ محبت کی مجھے
دل لگا لے کہیں او میرے سکھانے والے
قبر پ بیٹھ کے روؤگے نہ پوگے جواب
پھر کے آنے کے نہیں، جان سے جانے والے
دل مرا توڑ کے بے درد کہاں جاتا ہے
ڈر ا سے ارے او کعبہ کے ڈھانے والے
جیتے جی کون ے در سے اٹھا سکتا ہے

بس اٹھا گے جنازے کے اٹھانے والے
حشر میں بیٹھیں گے زیر قدمِ پاکِ نبی
بے ٹھکانے کہیں ہوتے ہیں ٹھکانے والے
اب کہیں آسیؔ لاں ہے نہ قیس و فرہاد
کیا ہوئے کنگرۂ عرش ہلانے والے

حضرت عبدالرحمٰن، جامی کی مقبولِ بارگاہ ''**دِلم تازہ شد از وصالِ محمد**''۔
حضرت آسی، غازی پوری نے جواب تضمین لکھی ہے
وہ بھی ''**از دل خیزد۔ دل ریزد**'' کی ایک زندہ مثال ہے:

محالِ دید ہے مثالِ محمد — سرِ عرش تا پائمالِ محمد
یہ پھیلا ہے نورِ کمالِ محمد — جہاں روشن است از کمالِ محمد
دِلم تازہ شد از وصالِ محمد

عبث، دردِ عصیاں سے تو کیوں کراہے — شفا اس مرض سے اگر اپنی چاہے
تو لازم ہے ذکرِ نبی میں نباہے — 'خوشا منزل و مسجد و خانقاہے
کہ در وَے بُود قیل و قالِ محمد

وہی نور ہے اصلِ ارکانِ عالَم — انھیں نے بڑھائی ہے شانِ عالَم
وہی جسمِ اطہر ہوا جانِ عالَم — 'بوئے زمیں گشت سلطانِ عالَم
کسے کو بُود پائمالِ محمد

کوئی عیشِ دنیا کی حسرت نکالے — کسی کو پڑیں باغِ رضواں کے لالے
کوئی شمع رویوں ہی سے لَو لگائے — 'بُود در جہاں ہر کسے را خیالے
مَرا از ہمہ خوش خیالِ محمد

ہے فخرِ جہاں آسی ان کی غلامی — اسی میں کمالات کی ہے تمامی
نہیں رہتی ہے پختہ کاروں میں خامی — 'بصدق و صفائے چناں گشت جامی
غلامِ غلامانِ آلِ محمد

https://alislami.net

عشقِ حقیقی کی تیغ، شیر اور اس کی لذت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت آسی، یوں عرض کرتے ہیں:

پھر حسرتِ پیکانِ نگہ اے دلِ داں
اب تو ٹپکتا ہے لہو دیدۂ تر سے
ظاہر میں تو کچھ چوٹ نہیں کھائی ہے ایسی
کیوں ہاتھ اٹھایا نہیں جاتا ہے جگر سے؟

فرصت کہاں رہَ رخسارِ یار سے
دل، فصلِ گل میں رغبتِ گل زار کیوں کرے؟

یہاں اِس دل کی طلب و تمنا آپ کی بس یہی کہ ؎

نکل جائے دَم اس کی الفت میں آسی
سِوا اس کے اب کچھ تمنا نہیں ہے

عجب حسرت سے آسی کہہ رہا تھا کل مدینے میں
شفا تو ہوگی پہلے حشر میں یا مصطفیٰ کس کی؟

دوشِ صبا پہ حیات آپ اپنا یہ پیامِ شوق پہنچاتے رہے کہ

اے پئے ہوش میں آ کوئے نبی ہے
آنکھوں سے بھی چلنا تو یہاں بے ادبی ہے

میدانِ حشر میں آپ کی اپنی آرزو، صرف یہ ہے کہ:

مجھ کو ہنگامۂ محشر سے غرض
بس تمنا ترے دیدار کی ہے

اور رِعصیاں سے خجل ہو کر جہاں آپ یہ فریاد کرتے ہیں کہ:

حشر میں منھ پھیر کر کہنا کسی کا ہائے ہائے
آسیِ گستاخ کا ہر جُرم بخشیدہ ہے

https://alislami.net

وہیں،اس قلندرانہ شانِ غلامی کے اظہار کی تڑپ بھی دل میں موج زَن ہے کہ:

وہاں بھی یہی دہ مارا کروں
محمد محمد پکارا کروں

اس خمارو سرمستی کی آ ٔ ی بات یہ ہے کہ اس کا انجام بخیر ہو۔
کسی حال میں قدم، جادۂ مستقیم سے ٹ ٔ نہ پائے۔ پاؤں، راہ شریعت میں لغزش نہ کھائے۔
اور ایمان واسلام پر حسنِ خاتمہ ہو۔
یہی معراجِ مومن، یہی کمالِ بندگی اور یہی مزاجِ عشقِ صادق ہے کہ:
وہ رضائے محبوب ومطلوب کے دائرے میں رہے۔اور بس ؎

عاشقی میں ہے محویت درکار
راحتِ وصل و رنجِ فرقت کیا؟
نہ ہے اس نگاہ سے کوئی
اور افتاد کیا مصیبت کیا؟

حضرت آسی نے یہ درس بھی دیا ہے کہ طلبِ صادق اور جہدِ مسلسل، ضروری ہے۔
آگے، خدا کی جو مشیت اور اس کی مرضی ہوگی، اس کے مطابق، جو کچھ ہوگا۔
لیکن، ان کی اپنی کوشش اور اپنی سعی و جہد میں غفلت وکوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔

بہر صورت، طلب، لازم ہے آبِ زندگانی کی
اگر پیا خضر تم ہو، نہ پیا تو سکندر ہو

اردو کے مشہور ادیب و ناقد ومحقق، مجنوں گورکھ پوری نے حضرت آسی کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے ایک طویل تحقیقی مقالے میں لکھا ہے کہ:
''اگر محض فنّی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو بھی آسی کو ایک قادرالکلام شاعر ماننا پڑتا ہے۔
اسلوب اور زبان میں بھی ان کا ایک مرتبہ ہے۔
اگر وہ اثر و تاثیر میں متقدمین سے آنکھیں مِلاتے ہیں

تو زن اور رعایت و تکلّفات میں متأخرین سے بھی، جو بھر، کم نہیں ہیں۔
اور پھر اس امتزاج کو انھوں نے کس قدر حسین اور دل فریب بنا دیا ہے۔''

اس سے پہلے، وہ اپنے اِسی مقالے میں لکھ چکے ہیں کہ:

''مشرق کے صوفی شاعروں میں صرف، دو ہستیاں ایسی آتی ہیں، جنھوں نے مجاز کی حقیقت اور قُدسیت کو، کماحقّہٗ، تسلیم کیا ہے اور جن کے مسلک کو ''مجازیت'' کہا جا سکتا ہے۔

ا۔ تو حافظ (شیرازی) دوسرے آسی (غازی پوری)

(و، مشمولہ ''**عین المعارف**'' (دیوانِ آسی) مطبوعہ: شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن، نئی دہلی)

اسی طرح، اردو زبان و ادب کے ایک دوسرے معروف ادیب و ناقد و محقق پروفیسر شمس الرحمٰن فاروقی، آپ کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''حضرت آسی، سکندر پوری (غازی پوری) کے کلام میں خواہ وہ غزل ہو، خواہ رباعی اردو زبان کی سلاست اور شگفتگی و برجستگی کے وہی انداز آتے ہیں
جو ہمارے تمام بڑے شُعَرا کا خاصّہ ہیں۔''

(تأثرات۔ مشمولہ: **عین المعارف** (دیوانِ آسی) مطبوعہ: شاہ عبدالعلیم آسی فاؤنڈیشن، نئی دہلی۔ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ/جنوری ۲۰۱۷ء)

حضرت آسی، غازی پوری کی حیات و خیالات و نظمات کافی حد تک پردۂ خفا میں ہیں۔
آپ پر جس طرح کام ہونا چاہیے تھا اور آپ کا تعارف جس انداز سے ہونا چاہیے تھا
اس کی طرف، خاطر خواہ توجہ نہیں دی جا سکی۔ یہی سلوک اس طرح کی دوسری بہت سی عظیم اور نامی گرامی شخصیات کے ساتھ بھی اِس دشِ روزگار نے کیا ہے۔

ارباب خانقاہ اور اصحاب درس گاہ، دونوں کو اس جانب توجہ دینی چاہیے۔
اور تلافیِ مافات کی منا ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

اہلِ قلم کی خصوصی ذمہ داری ہے کہ وہ تاریخ کے ایسے گہر پاروں کو ماضی کے صفحات سے ڈھونڈھ ڈھونڈ کر نکالیں، تاکہ حال کے نگار خانوں میں انھیں سجا کر
ان کی آب و تاب سے اپنے مستقبل کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا جا سکے۔

اس کے لئے اپنے دل ودماغ اورلوح وقلم کوحر ۔ میں لانے کی ضرورت ہے۔
وہی قلم، جس کی عظمت اوراس کے وقاروروزن کے ۔رے میں حضرت آسی نے فرمایہ ہے کہ:

ہے کلکِ گہر ۔ر سے ش۔ دَمِ تحر۔
جو شاخ ہے جھک جاتی ہے وہ ۔رِ ثمر سے

○○○

وہاں پہنچ کے یہ کہنا صبا سلام کے بعد — کہ تیرے ۔م کی رَٹ ہے ۔ اکے ۔م کے بعد
شبِ وصال بیانِ غمِ ۔ائی کیا؟ — فضول ہے ِگلۂ زخم اِلتیام کے بعد
وہاں بھی وعدۂ دی۔ار اِس طرح ٹ لا — کہ خاص لوگ طلب ہوں گے ۔رِعام کے بعد
طلب تمام ہو مطلوب کی اَ حد ہو — لگا ہوا ہے یہاں کوچ ہر مقام کے بعد
وہ خط وہ چہرہ وہ زلفِ سیاہ تو دیکھو — کہ شام صبح کے بعد آئی، صبح شام کے بعد
پیام بَر کو روانہ کیا تو رَشک آ۔ — نہ ہم کلام ہوا اُس سے مرے کلام کے بعد
ابھی تو دیکھتے ہیں ظرف، ۔دہ خواروں کا — سُبو وخُم کی بھی ٹھہرے گی، دَورِ جام کے بعد
اِلٰہی! آسیِ بے۔ب کس سے چھوٹ ہے — کہ خط میں روزِ قیامت لکھا ہے ۔م کے بعد

استاذِ امی، حافظِ مِلّت، مولا۔ الشّاہ عبدالعزی۔، مرادآ۔دی، سابق شیخ الحدی۔ث دارالعلوم اشرفیہ، مصباح العلوم مبارک پور ضلع اعظم گ۔ھ (ا۔پ۔دیش، ا۔ڈ۔) واستاذِ امی، حضرت مولا۔ حافظ عبدالرؤف، بلیاوی، سابق ۔ئ۔ شیخ الحدی۔ث دارالعلوم اشرفیہ، مبارک پور، واستاذِ امی حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی، سابق مفتیِ دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور کے ارشدِ تلامذہ اور دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم، مبارک پور کے عُلما وفُضَلاے موجودین میں ا۔ نہایی۔ ممتاز اور ی۔ل۔م، حضرت مفتی عبیدالرحمٰن، مصباحی پورنوری کا ہے، جو اِس وقت خا ِہ رشیدیہ، جون پور کے سجادہ نشین ہیں، اور آپ کے اعلیٰ اور پ کیزہ علمی وروحانی ذوق وسَعی واہتمام کے نتیجے میں رفتہ رفتہ جہاں، رشیدی وعلیمی فیضان کا دا ۂ، وسیع سے وسیع ت ہورہا ہے

وہیں رشیدی وعلیمی دفائن و۔ائن بھی منظرِ عام پ آرہے ہیں۔

ربِّ کائنات، اِس سلسلۂ خیرو۔ ت کو، اسی طرح، جاری اور ِقی رکھے اوراس کی۔ ت و

https://alislami.net

سعادت میں ۔ وروزاضافہ فرمائے۔

آمین آمین ! بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِینِ الْکَرِیم۔ عَلَیْہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَفْضَلُ الصَّلوٰۃِ وَ التَّسْلِیْم۔

○○○

یٰسٓ اختر مصباحی
دارالقلم، ذاکرنگر، نئی دہلی
فون:-9560848408
9350902937
ای میل:misbahi786.mk@gmail.com

مؤرخہ
۱۶؍محرم الحرام ۱۴۴۱ھ
۱۶؍ستمبر ۲۰۱۹ء
۔ وز، دوشنبہ